

تنظیم کی ضرورت

<?xml encoding="UTF-8">

تنظیم کی ضرورت

امام سجاد علیہ السلام کے یہاں ایک تیسری نوعیت کے حامل بیانات بھی ملتے ہیں جو ان دونوں سے بھی زیادہ توجہ کے مستحق ہیں ان بیانات میں حضرت (ع) کہلے طور پر لوگوں کو ایک اسلامی تنظیم کی تشکیل کی طرف متوجہ کرتے ہیں البتہ یہ بات ان ہی لوگوں کے درمیان ہوئی ہے جن کو امام (ع) کا اعتماد حاصل رہا ہے ورنہ اگر عام لوگوں کو اس قسم کی کسی جماعت کی تشکیل کی دعوت دی گئی ہوتی تو اس کا پردہ راز میں رہنا مشکل ہو جاتا اور حضرت (ع) کے لئے بڑی زحمت اور پریشانی کا سبب بن جاتا ۔

خوش قسمتی سے ”تحف العقول“ میں اس نوعیت کے بیانات کا بھی ایک نمونہ موجود ہے جسے ہم یہاں نقل کر رہے ہیں ۔

امام (ع) کا بیان یوں شروع ہوتا ہے ۔

”ان علامة الزاهدين في الدنيا الراغبين في الاخرة تركهم كل خلیط و خلیل و رفضهم كل صاحب لایرید ما یریدون“ دنیا کے وہ زاہدین جو دنیا کے پیچھے نہیں بہاگتے اور اپنی دلچسپی آخرت پر مرکوز رکھتے ہیں ان کی پہچان اور علامت یہ ہے کہ ان کے جو دوست اور ساتھی ہم فکر و ہم عقیدہ بلکہ ہم دل اور ہم مشرب نہیں ہوتے ان کو ترک کردیتے ہیں ۔

کیا یہ واضح طور ایک شیعہ تنظیم کی تشکیل کی دعوت نہیں ہے؟! اس بیان سے لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ جو ان کے مطالبات و خیالات سے اتفاق نہیں رکھتے اور جن کے احساس و جذبات بالکل مختلف ہیں جو حکومت حق یعنی علوی نظام نہیں چاہتے وہ ان سے کنارہ کش ہو کر ان کے لئے اجنبی اور بیگانہ بن جائیں ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے یہاں آمد و رفت اور تعلقات ختم کر لیں یہ تعلقات ویسے ہی ہوں جیسے پہلے تھے یعنی ان سے ملیں لیکن احتیاط کے ساتھ ۔

امام فرماتے ہیں وہ لوگ جو تمہاری فکر و عزائم سے متفق نہ ہوں یا ہدف و مقصد سے ہم آہنگی نہ رکھتے ہوں ان کے ساتھ تمہارے معاملات اور آمد و رفت کسی اجنبی اور بیگانے کے مانند ہونی چاہئے ان سے دوستانہ تعلقات ختم کر دینے چاہئے ۔

میں سمجھتا ہوں اس طرح کے مزید بیانات خود امام سجاد علیہ السلام کے یہاں نیز دیگر ائمہ علیہم السلام کے یہاں بھی مل جائیں گے بلکہ دیگر ائمہ علیہم السلام کے ارشادات میں یہ چیزیں زیادہ مل جائے گی جہاں تک خود میری نظر ہے اس طرح کے بیانات امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام نیز ان کے بعد کے کم از کم تین چار ائمہ کے یہاں مجھے ملے ہیں حتیٰ کہ امیر المومنین علیہ السلام کے فرمودات میں بھی منظم و مرتب اسلامی جماعت کی تشکیل کی طرف اشارے موجود ہیں ، البتہ یہاں اس تفصیل طلب موضوع پر زیادہ بحث کی کنجائش نہیں ہے ۔

امام زین العابدین علیہ السلام کے کچھ بیانات و ارشادات ایسے بھی ہیں جن میں پیش کئے جانے والے مطالب کلی نوعیت کے حامل ہیں ان میں ان مخصوص پہلوؤں کو مورد بحث نہیں قرار دیا گیا ہے جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ۔

مثال کے طور پر امام سجاد (ع) کا ایک رسالہ، حقوق سے متعلق ہے جو در اصل آپ کا ایک نہایت ہی مفصل خط ہے اور ہماری اصطلاح میں اس کو ایک مستقل رسالہ کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے، جی ہاں! یہ کتاب جو رسالہ حقوق کے نام سے مشہور ہے حضرت (ع) کا ایک خط ہے جو آپ نے اپنے کسی محب کو لکھا ہے اور اس میں ایک دوسرے کے تئیں انسانی حقوق و ذمہ داری کا ذکر فرمایا ہے، یقیناً یہ ایک رسالہ سے کم نہیں ہے۔

امام علیہ السلام نے اس خط میں مختلف جہتوں سے لوگوں کے ایک دوسرے پر کیا حقوق ہیں ان کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔

مثلاً خدا کے حقوق، اعضا و جوارح کے حقوق، کان کے حقوق، آنکھ کے حقوق، زبان کے حقوق، ہاتھ کے حقوق وغیرہ اسی طرح اسلامی معاشرہ پر حاکم فرمانروا کے عوام پر کیا حقوق ہیں، عوام کے حاکم پر کیا حقوق ہیں، دوستوں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اہل خاندان کے حقوق ----- اور ان تمام حقوق کا اس عنوان سے ذکر کیا گیا ہے جس کا ایک اسلامی نظام میں زندگی بسر کرنے والے شخص کو پاس لحاظ رکھنا ضروری ہے

گویا امام علیہ السلام نے بڑے ہی نرم انداز میں حکومت سے مقابلہ آرائی یا آئندہ نظام کا حوالہ دئیے بغیر مستقبل میں قائم کئے جانے والے نظام کی بنیادوں کو بیان کر دیا ہے

کہ اگر ایک روز خود امام سجاد (ع) کے زمانہ حیات میں (جس کا اگر چہ احتمال نہیں پایا جاتا تھا) یا آپ کے بعد آنے والے زمانہ میں اسلامی نظام حکومت قائم ہو جائے تو مسلمانوں کے ذہن ایک دوسرے کے تئیں عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے پہلے سے مانوس رہیں۔

دوسرے لفظوں میں لوگوں کو آئندہ متوقع اسلامی حکومت کے اسلام سے آشنا بنادینا چاہتے ہیں۔

یہ بھی امام علیہ السلام کے بیانات کی ایک قسم ہے جو بہت ہی زیادہ قابل توجہ ہے۔

ایک قسم وہ بھی ہے جس کا آپ صحیفہ سجادہ میں مشاہدہ فرماتے ہیں ظاہر ہے صحیفہ سجادہ سے متعلق کسی بحث کے لئے بڑی تفصیل و تشریح کی ضرورت ہے۔

مناسب یہی ہے کہ کوئی اس کتاب پر باقاعدہ کام کرے۔

صحیفہ سجادہ دعاؤں کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں ان تمام موضوعات کو مورد سخن قرار دیا گیا ہے جن کی طرف بیدار و ہوشمند زندگی میں انسان متوجہ ہوتا ہے۔

ان دعاؤں میں زیادہ تر انسان کے قلبی روابط اور معنوی ارتباطات پر تکیہ کیا گیا ہے اس میں بے شمار مناجاتیں اور دعائیں مختلف انداز سے معنوی ارتقاء کی خواہش و آرزو سے مملو ہیں۔

امام علیہ السلام نے ان دعاؤں کے ضمن میں دعاؤں کی ہی زبان سے لوگوں کے ذہنوں میں اسلامی زندگی کا ذوق و شعور بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دعا کے ذریعہ جو فائدہ اہائے جا سکتے ہیں ان میں ایک وہ بھی ہے جسے میں بار بار ذکر کر چکا ہوں کہ دعا لوگوں کے قلوب میں ایک صحیح و سالم محرک و رجحان پیدا کردیتی ہے جس وقت آپ کہتے ہیں: ”اللہم اجعل عواقب امورنا خیراً“ ”خدایا ہمارا انجام بخیر فرما“ ظاہر ہے آپ کے دل میں اس وقت انجام کار کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اور آپ عاقبت کی فکر میں لگ جاتے ہیں بعض وقت انسان اپنی عاقبت سے غافل رہ جاتا ہے اپنے حال میں مست زندگی گزارتا رہتا ہے اور اس بات کی فکر نہیں کرتا کہ عاقبت کا تصور انسانی سرنوشت کے تعین میں بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے، جب دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے یک بیک ذہن اس طرف متوجہ ہوا اور انجام کار پر نظر رکھنے کا جذبہ بیدار ہوگیا۔ اور پھر آپ اس فکر میں پڑگئے کہ ایسے امور انجام دیں جو آپ (ع) کی عاقبت بہتر بنا سکیں ویسے اس کو کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے یہ ایک دوسری بحث ہے۔

میں تو اس مثال کے ذریعہ صرف اس بات کی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا کہ دعا کس طرح انسان کے اندر ایک صحیح اور سچا جذبہ بیدار کر دیتی ہے ۔

صحیفہ سجادیہ(ع) ایک ایسی کتاب ہے جو شروع سے آخر تک دعاؤں کے جامہ میایسے ہی اعلیٰ جذبات و افکار سے معمور ہے جن پر انسان اگر غور کرے تو صرف یہی صحیفہ سجادیہ ایک معاشرہ کی اصلاح اور بیداری کے لئے کافی ہے ۔

فی الحال اس بحث کو ہم یہیں ختم کرتے ہیں البتہ اس کے علاوہ بھی ایسی بہت چھو ۛ چھو ۛ روایتیں ہیں جو امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل ہوئی ہیں

جس کا ایک نمونہ ہم گزشتہ بحث کے ذیل میں پیش کر چکے ہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اولا حریدع هذه اللماظة لاهلها“ ”لما ظلة “ یعنی کتے کا بچا ہوا کہانا ،ملاحظہ فرمائیے امام علیہ السلام کا یہ بیان کتنا اہم ہے ۔

آیا ایک حریت پسند ایسا نہیں ہے جو کتے کی بچی ہوئی غذا اس کے اہل کے لئے چھوڑ دے !کتے کی بچی ہوئی غذا کا کیا مطلب ہے ؟ یہی دنیوی آرائش ،اونچے اونچے محل ،شان و شوکت اور تڑک بھڑک ۔ وہ چیزیں جن کی طرف تمام کمزور دل افراد عبدالملک کے دور میں کہنچے چلے جارہے تھے ۔

اسیچیز کو امام علیہ السلام نے لفظ لماظہ سے تعبیر کیا ہے ۔

وہ تمام لوگ جو عبد الملک کی غلامی یا اس کے غلاموں کی غلامی میں مشغول تھے یا جو کچھ بھی ان لوگوں کے ہاتھوں ہو رہا تھا اس سے راضی تھے ،ان سب کا مقصد یہی کتے کی بچی ہوئی غذا کا حاصل کرنا تھا امام علیہ السلام اسی لئے فرماتے ہیں کہ کتے کی بچی ہوئی غذا کے پیچھے نہ بہاگتے پھرو تاکہ مومنین کرام عبدالملک کے پھیلانے ہوئے جال میں پھنس کر اس کی طرف جذب نہ ہونے پائیں ۔ اس طرح کے نہایت ہی قابل توجہ انقلابی بیانات امام علیہ السلام کے ارشادات میں بہت ملتے ہیں جن کا ہم آگے چل کر انشاء اللہ ذکر کریں گے ۔

اسی فہرت میں حضرت علیہ السلام کے اشعار بھی شامل ہیں حضرت امام سجاد علیہ السلام نے اشعار بھی کہے ہیں اور ان اشعار کے مضامین بھی اسی قسم کے ہیں انشاء اللہ ہم آگے اس سلسلے میں روشنی ڈالیں گے ۔